نبوتِ محمدیؐ کا عالمی مشن

جہانِ نو ہو رہا ہے پیدا، وہ عالمِ پیر مر رہا ہے

خرم مراد

عالمی مشن اور امتِ مسلمہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے، اللہ تعالیٰ نے جتنے رسول اور نبی بھیجے وہ سب صرف اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے۔ یہاں تک کہ، حضورؐ سے قبل آنے والے آخری رسول، سیدنا مسیح علیہ السلام بھی، جن کی دعوت کو ان کے پیروکاروں نے ایک عالمی دعوت بنا دیا ہے، صرف بنی اسرائیل کے لیے آئے تھے۔ عیسائیوں کے پاس جو انجیل اب رہ گئی ہے، اس میں ان کا یہ واضح اعلان موجود ہے کہ "میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنے کے لیے آیا ہوں۔"

حضورؐ اگرچہ ہاشمی و قریشی تھے، عرب تھے، اور یہی لوگ آپ کے اوّلین مخاطب تھے، لیکن آپؐ خاتم النبیین بھی تھے۔ خاتم النبیین کے مقام کا یہ فطری تقاضا تھا کہ آپؐ کی بعثت نہ صرف اپنے زمانہ میں سارے عالم اور سارے انسانوں کی طرف ہو، بلکہ رہتی دنیا تک بھی ہر زمانہ اور ہر قوم کے لیے آپؐ ہی اللہ کے رسول ہوں۔ گویا آپؐ کی دعوت اور مشن اور آپؐ کا برپا کیا ہوا انقلاب سارے عالم اور ساری انسانیت پر محیط ہو۔

دنیا میں کتابِ الٰہی ہونے کی دعوے دار کتابوں میں قرآن مجید وہ واحد کتاب ہے جو اپنے لانے والے کے عالمی مشن کا اعلان واشگاف الفاظ میں کرتی ہے۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا، اے نبیؐ، کہو کہ اے انسانو، میں تم سب کی طرف اس خدا کا پیغمبر ہوں (الاعراف ۷:۱۵۸)، تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا، نہایت متبرک ہے وہ جس نے یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کیا ہے تاکہ سارے جہان والوں کے لیے خبردار کر

دینے والا ہو (الفرقان ۲۵: ۱)' وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا' اور (اے نبیؐ) ہم نے تم کو تمام ہی انسانوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے (سبا ۳۴: ۲۸)' اور وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ' اے نبیؐ! ہم نے تم کو دنیا والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے (الانبیا ۲۱: ۱۰۷)۔

آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کی نبوت کے مشن کی وارث اور امین امتِ مسلمہ بنائی گئی ہے۔ یہ امت کبھی بھی' اور کسی بھی صورت میں' نہ نبوتِ محمدیؐ کے عالمی مشن کو نظرانداز کر سکتی ہے' نہ اس سے دست کش ہو سکتی ہے' اور نہ کارِ جہاں دوسروں پر چھوڑ کر خود کو اپنے لیے وقف کر سکتی ہے۔

حضورؐ کی عالمی نبوت کا یہ فطری تقاضا تھا کہ ساری دنیا میں آپؐ کو غلبہ و تمکن حاصل ہو' اس لیے کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ' اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسولؐ ہی غالب ہو کر رہیں گے (المجادلہ ۵۸: ۲۱)۔ اور یہ ضروری تھا کہ اس غلبہ کے لیے آپؐ جہاد کریں' اور' وعدۂ الٰہی کے مطابق' آپؐ کو فتح عنایت کی جائے' اور خلافتِ ارضی آپؐ کی امّت کے سپرد کی جائے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ' اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ' جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا (النور ۲۴: ۵۵)۔

سیرت النبیؐ کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک ورق اس بات پر گواہ ہے کہ نبوّت کے روزِ اوّل ہی سے آپؐ کی نظریں اپنے عالمی مشن پر تھیں' اپنی اُمّت کی نگاہیں بھی آپؐ نے اسی افق پر جمائیں' اور آپؐ کو سارے عالم پر اپنی فتح اور غلبہ کا یقین کامل تھا۔

ولادتِ نبویؐ سے قبل

ولادتِ نبویؐ سے قبل ہی ساری کائنات میں آپؐ کی آمد آمد کا چرچا تھا' ہر طرف آپؐ کے نشانات عیاں تھے' اور آپؐ کی بعثت کے لیے کائناتی سطح پر زبردست تیاریاں کی جارہی تھیں۔ بخاریؒ اور مسلمؒ بیان کرتے ہیں کہ "ستاروں کی دنیا میں ایک انقلاب برپا ہوا' جن اور شیاطین اوپر چڑھنے سے روک دیے گئے' ٹوٹنے والے ستاروں کی بھرمار ہوگئی' کاہنوں اور عاملوں کی خبر رسانی کے ذرائع بند ہوگئے' اور ان باطل پرستیوں کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کردیا گیا۔ اس آسمانی انقلاب نے جنوں اور شیطانوں کی محفلوں میں حیرت برپا کردی۔ سب نے کہا' یقیناً روئے زمین پر کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے۔ دنیا کی ہر سمت کو انھوں نے چھان مارا (شبلی نعمانیؒ و سلیمان ندویؒ' سیرت النبیؐ' ج ۳' ص ۵۷۴)۔ ادھر' آپؐ طائف کی پستیوں میں زندگی کا سخت ترین دن گزار کر

واپس آرہے تھے' اس کا علم نہ تھا کہ اب آسمانوں کا سفر ہوگا اور رب اپنے پاس بلا کر عزت کے اعلیٰ ترین مقام پر سرفراز کرے گا' کہ وادی نخلہ میں جنات حاضر ہوئے' قرآن سنا' ایمان لائے' اور عرصہ سے کائناتی سطح پر آپؐ کے استقبال کی تیاریوں کا جو مشاہدہ کر رہے تھے اسے یوں بیان کیا:

انسان بھی وہی سمجھتے تھے جو تم سمجھتے تھے کہ اب اللہ کوئی رسول نہ بھیجے گا۔ ہم نے آسمان کو خوب ٹٹولا' دیکھا کہ وہ پہرے داروں سے پٹا پڑا ہے اور ٹوٹنے والے تاروں کی بارش ہو رہی ہے۔ پہلے ہم سن گن لینے کے لیے آسمانوں میں بیٹھنے کی جگہ پا لیتے تھے' مگر اب جو چوری چھپے سننے کی کوشش کرتا ہے' تو اپنی تاک میں ٹوٹنے والے ستارہ کو پاتا ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اس انقلاب سے زمین والوں کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے' یا ان کا رب ان کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے۔ (الجن ۷۲: ۷-۱۰)

ابھی آپؐ شکمِ مادر میں تھے کہ حضرت آمنہ کو آپؐ کی دعوت چار دانگ عالم میں پھیلنے کی بشارت دی گئی۔ روایات میں ہے کہ صحابہؓ نے ایک دفعہ حضورؐ سے کہا کہ اپنا حال بیان فرمایئے۔ فرمایا کہ "میں اپنی ماں کا خواب ہوں۔ میری ماں نے' جب میں پیٹ میں تھا' خواب دیکھا کہ ان کے بدن سے ایک نور نکلا ہے جس سے شام کے محل روشن ہوگئے۔" پھر یہ آیت پڑھی: "اے نبیؐ' ہم نے تمھیں بھیجا ہے گواہ بنا کر' بشارت دینے والا اور آگاہ کرنے والا' اللہ کی اجازت سے اس کی طرف بلانے والا' اور روشن چراغ بنا کر" (الاحزاب ۳۳: ۴۵) (شبلی' ایضاً' ص ۶۲۸)۔

عبدالمطلب نے آپؐ کی ولادت سے پہلے ایک خواب دیکھا کہ ان کی پشت سے ایک زنجیر ظاہر ہوئی جس کی ایک جانب آسمان میں اور ایک جانب زمین میں' اور ایک جانب مشرق میں اور ایک جانب مغرب میں' ہے۔ کچھ دیر بعد وہ زنجیر درخت بن گئی' جس کے ہر پتا پر ایسا نور ہے جو آفتاب کے نور سے ستر درجہ زیادہ ہے' اور مشرق و مغرب کے لوگ اس کی شاخوں سے لپٹے ہوئے ہیں۔ تعبیر دینے والوں نے بتایا کہ تمھاری نسل سے ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا کہ مشرق سے لے کر مغرب تک کے لوگ اس کا اتباع کریں گے۔ (ادریس کاندھلوی' سیرت المصطفیٰ' ج ۱' ص ۶۲)

ولادتِ نبویؐ

ولادتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت جو پیش آیا اس کا بیان سیرت نگار یوں کرتے ہیں: "ایوانِ کسریٰ میں زلزلہ آیا جس سے محل کے چودہ کنگرے گر گئے' فارس کا آتش کدہ جو ہزار سال سے روشن تھا وہ بجھ گیا' اور دریائے ساوہ خشک ہوگیا" (محمد ادریس کاندھلوی' سیرت المصطفیٰ'

ج ۱، ص ۵۵)۔ بعض روایات یہ کہتی ہیں ایسا واقعتاً ہوا' لیکن اگر استعارہ کی زبان بھی ہو' (اس لیے کہ آخر یہ استعارہ کیوں اختیار کیا گیا)' یہ پیغامِ محمدیؐ کے عالم گیر غلبہ کی شہادت ہے۔ شبلی نعمانیؒ کے الفاظ میں "سچ یہ ہے کہ ایوانِ کسریٰ نہیں' بلکہ شانِ عجم' شوکتِ روم' اوجِ چین کے قصرہائے فلک بوس گر پڑے۔ آتشِ فارس نہیں' بلکہ جحیم شر' آتش کدۂ کفر' آذر کدۂ گمرہی سرد ہو کر رہ گئے۔ صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی' بت کدے خاک میں مل گئے' شیرازہ مجوسیت بکھر گیا' نصرانیت کے اوراقِ خزاں دیدہ ایک ایک کرکے جھڑ گئے" (ایضاً' ص ۱۷۰)۔

نبوّت کا مکّی دور

مکّہ میں حضورؐ غارِ حرا سے اتر کر سوئے قوم آئے' اور نسخۂ کیمیا ساتھ لائے' تو اہلِ مکہ نے وہی کیا جس کی پیش گوئی ورقہ بن نوفل نے کردی تھی۔ سارا مکہ مخالفت پر کمر باندھے ہوا تھا' سارے عالم کا کیا سوال کہ وہ ناآشنا تھا۔ حضورؐ یکہ و تنہا تھے' جو ساتھ تھے وہ انگلیوں پر گنے جاسکتے تھے۔ اس بے سروسامانی کے عالم میں بھی آپؐ کا پیغام یہی تھا کہ آپؐ کی دعوت میں دنیا کی بھی بھلائی ہے اور آخرت کی بھی' اور اسی دعوت میں امامتِ عالم مضمر ہے۔

خاندان بنی ہاشم کی ضیافت کی' تو فرمایا کہ "تم اگر میری یہ دعوت قبول کرلو جو میں لایا ہوں' تو اس میں تمہاری دنیا کی بھی بھلائی ہے' اور آخرت کی بھی" (ابن ہشام' ج ۱' ص ۳۱۶)۔

اس ہی ابتدائی دور میں حضورؐ کی دعوت کی بنیاد ایک ہی بات تھی کہ "لا الٰہ الا اللہ مان لو' فلاح یاب ہو جاؤ گے۔" مگر ساتھ ہی آپؐ فرماتے'

> کلمۃ واحدۃ ' تعطونیھا' تملکون بھا العرب وتدین لکم بھا العجم (ابن ہشام)
>
> بس یہ ایک کلمہ ہے۔ اسے اگر مجھ سے قبول کرلو' تو اس کے ذریعہ سارے عرب پر حکومت کرو گے اور سارا عجم تمہارے پیچھے چلے گا۔

"حضور کی دعوت کے سلسلہ میں "عرب و عجم کے اقتدار" کا چرچا اتنا عام ہوگیا تھا جیسے کہ وہ تحریکِ اسلامی کا سلوگن ہو۔ بچے بچے کی زبان پر یہ بات رہتی تھی' حتیٰ کہ مخالفین نے اسی کو بنائے طنز بنا لیا تھا۔ اسلام کے سائے میں جو غلام اور غریب طبقوں کے نوجوان آ آ کے جمع ہو رہے تھے' اور جن کو قریش تشدد کے کولہو میں پیس رہے تھے' ان کو دیکھتے تو اشارے کر کرکے طنزاً کہتے' کہ واہ کیا کہنے ہیں ان ہستیوں کے' یہ ہیں جو عرب و عجم کے حکمراں اور سردار بننے والے ہیں۔

"طنز و تمسخر اور مخالفت و مزاحمت کے سارے طوفان اٹھانے کے باوجود' قریش کے سمجھ دار

لوگ دل کی گہرائیوں میں یہ ضرور محسوس کرتے تھے کہ یہ دعوت کوئی معمولی چیز نہیں' بلکہ اس سے بڑے بھاری نتائج پیدا ہونے والے ہیں" (نعیم صدیقی' محسن انسانیت' ص ۳۵)۔

ایسے ہی وقت میں' جب ان مٹھی بھر لوگوں پر' جو دنیا و آخرت میں جہانِ نو کی تعمیر کے لیے محمد رسول اللہؐ کے ہاتھ میں ہاتھ دے رہے تھے' شدید ترین مظالم توڑے جارہے تھے' خباب بن الارتؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' آپؐ اللہ سے دعا کیوں نہیں کرتے؟ یہ وہ خباب بن الارتؓ ہیں جن کی ننگی پیٹھ انگاروں پر لٹائی جاتی تھی' یہاں تک کہ چربی پگھل پگھل کر ان انگاروں کو بجھا دیتی تھی۔ کہتے ہیں کہ حضورؐ سر کے نیچے کملی رکھے کعبہ کے سایہ میں لیٹے ہوئے تھے' یہ سن کر اٹھ کر بیٹھ گئے' آپؐ کا چہرہ سرخ ہوگیا' اور فرمایا: "جو لوگ تم سے پہلے تھے' ان کے لیے زمین میں گڑھا کھودا جاتا تھا' انھیں اس گڑھے میں ڈالا جاتا تھا' پھر آرا لایا جاتا تھا' اور چیر کر ان کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے تھے' لیکن یہ بھی انھیں اپنے دین سے نہ ہٹا سکتا۔ اور لوہے کی کنگھیوں سے ان کے جسم کا گوشت ہڈیوں سے کاٹ کر الگ کردیا جاتا تھا' مگر یہ بھی انھیں اپنے دین سے نہ ہٹا سکتا۔ خدا کی قسم! اللہ میرے اس کام کو مکمل کرکے رہے گا' یہاں تک کہ ایک تنہا سوار صنعاء (یمن) سے حضرموت تک سفر کرے گا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا' یا یہ کہ اپنی بکریوں کے بارہ میں بھیڑیئے کا ڈر ہو۔ لیکن' بس تم جلدی کرتے ہو" (بخاری)۔

جب تقریباً سارا مکہ آپؐ کے خلاف صف آرا تھا' اس وقت بھی مکہ میں دعوتِ اسلامی کا غلبہ آپؐ کے پیشِ نظر تھا' اور آپؐ کو اس کے حصول پر یقینِ کامل تھا۔ عثمان بن طلحہ کے پاس خانہ کعبہ کی چابی رہتی تھی۔ حضورؐ نے اس سے کعبہ کا دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ اس نے انکار کردیا۔ اس وقت حضورؐ نے فرمایا: ایک دن آنے والا ہے جب کہ یہ کنجی خود ہمارے ہاتھ میں ہوگی' اور ہم جسے چاہیں گے اسے دے دیں گے (نعیم صدیقی' ایضاً' ص ۷۳' بحوالہ قسطلانی' المواہب اللدنیہ)۔ فتح مکہ کے دن آپؐ نے جو یہ چابی اس کے سپرد کی تو' آج تک اسی کے خاندان کے پاس چلی آرہی ہے۔

آپؐ کی امامتِ عالم سے بہت قبل' اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان و مذاہب کی امامت آپؐ کے سپرد فرما دی۔ چنانچہ طائف سے واپسی اور ہجرت سے قبل' اس نے آپؐ کو آسمانوں پر اپنے پاس بلایا' راہ میں بیت المقدس کی منزل مقرر کی' اور آپؐ کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے گیا۔ حضورؐ نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیا کرام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے' مسجد

میں داخل ہوئے' اور دو رکعت نماز پڑھی (مسلم)۔ حضورؐ بیان فرماتے ہیں کہ صفیں بندھی ہوئی تھیں' جبرئیلِ امینؑ نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا۔ میں نے سب کو نماز پڑھائی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوگیا تو جبرئیلؑ نے پوچھا' آپؐ کو معلوم ہے کہ آپؐ نے کن لوگوں کو نماز پڑھائی؟ میں نے کہا' مجھے نہیں معلوم۔ انھوں نے کہا' جتنے نبی مبعوث ہوئے ہیں سب نے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔ (ابنِ ابی حاتم' احمد' ابنِ اسحاق)۔ بعض روایات کے مطابق آپؐ نے معراج سے واپسی پر انبیا کی امامت فرمائی۔

سفرِ ہجرت

جب مکہ کے لوگوں نے آپؐ کی دعوت کا حامل بننے سے انکار کردیا' سردارانِ مکہ آپؐ کو قتل کرنے کے منصوبے بنانے لگے' مگر یثرب سے آنے والوں نے آپؐ کے لیے اپنے دل اور شہر کے دروازے کھول دیے' اور آپؐ کے مشن کی کامیابی کے لیے جان و مال قربان کردینے کا عہد کرلیا' تو آپؐ نے اپنے ساتھیوں کو یثرب کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ یثرب کے مقدر میں ازل سے مدنیہ النبیؐ بننے کا اعزاز لکھا ہوا تھا۔ بالآخر' ایک رات جب سردارانِ قریش نے آپؐ کو قتل کرنے کے لیے آپؐ کے گھر کو گھیر لیا' تو آپؐ بھی ان کی آنکھوں میں دھول جھونک کر' ابوبکرؓ کے ہمراہ' راتوں رات مدینہ کی طرف چل پڑے۔ قریش نے جب صبح آپؐ کو نہ پایا' تو آپؐ کی تلاش میں کونہ کونہ چھان مارا' ناکام ہونے کے بعد انھوں نے یہ اشتہار دیا کہ جو شخص محمدؐ یا ابوبکرؓ کا سر لائے' یا گرفتار کرکے لائے' ہر ایک کے معاوضہ میں سو اونٹ کا انعام اسے دیا جائے گا۔

سراقہ بن مالک بن جعشم کو آپؐ کی سن گن مل گئی۔ اس نے سوچا کہ کوئی اور انعام نہ لے جائے۔ چنانچہ مجلس سے اٹھا' باندی سے کہا کہ گھوڑے کو فلاں ٹیلے کے نیچے لے جاکر کھڑا کر دے' نیزہ لیا' خاموشی سے گھر کے پیچھے سے نکل گیا' گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے سرپٹ دوڑاتا ہوا آپؐ کے سر پر پہنچ گیا۔ آپؐ نے دعا فرمائی' سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ اس نے امان طلب کی۔ آپؐ کے حکم سے عامر بن فہیرہؓ نے چمڑے کے ٹکڑے پر معافی کی سند لکھ دی۔

حضورؐ اس طرح سفر فرما رہے تھے کہ اوپر آسمان تھا نیچے زمین' پیچھے مکہ کے سردار اور انعام کے لالچی آپؐ کے تعاقب میں تھے' آگے مدینہ ابھی بہت دور تھا' کوئی لشکر ساتھ نہ تھا' صرف ابوبکرؓ تھے۔ اس حالت میں بھی آپؐ کو اپنی دعوت کی عالمی نوعیت کا شعور تھا' اور اس کے غلبہ کا یقین تھا۔ چنانچہ آپؐ نے سُراقہ سے فرمایا "اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو کسریٰ کے کنگن پہنے گا۔"

ہجرتِ مدینہ بظاہر تاریخ کے طویل سفر میں ایک قدم اور ایک لمحہ کے برابر تھی' لیکن

الٰہی میں یہ امامتِ عالم کی منزل کی طرف ایک جست تھی۔

نبوّت کا مدنی دور

مدینہ میں بھی، جب دشمن ہر طرف سے اینٹ سے اینٹ بجانے کے لیے امنڈ امنڈ کر آ رہا تھا، نہ کثرت اعوان و انصار تھی نہ سازوسامان، یہودی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی کوششوں میں مصروف تھے، آپؐ کے سامنے اپنی دعوت کا عالمگیر پہلو، اور بالآخر اس کا غلبہ روزِ روشن کی طرح عیاں تھا۔

سب سے سخت وقت غزوۂ احزاب کا وقت تھا۔ مدینہ کی ننھی منی بستی کو عرب کے سارے دشمنوں کے لشکرِ جرار نے گھیر رکھا تھا۔ جاڑوں کا موسم تھا، سرد ہوائیں چل رہی تھیں، کئی کئی دن کا فاقہ تھا۔ درمیان میں صرف چند گز چوڑی اور چند گز گہری ایک خندق حائل تھی، جسے بیس دن میں تین ہزار متبرک ہاتھوں نے کھودا تھا۔ حضورؐ خود بھی ان میں شامل تھے۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ پتھر کھودتے کھودتے ایک سخت چٹان آگئی، کسی کی ضرب کام نہیں دیتی تھی۔ ہم نے حضورؐ سے عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا، ٹھہرو، میں خود اترتا ہوں۔ رسول اللہؐ اترے، تین دن کا فاقہ تھا، پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا، ہم نے بھی تین دن سے کوئی چیز نہیں چکھی تھی۔ آپؐ نے دستِ مبارک میں کدال پکڑی اور پہلی بار بسم اللہ کہہ کر چٹان پر ماری تو وہ ایک تہائی ٹوٹ گئی۔ آپؐ نے فرمایا، اللہ اکبر، مجھے ملک شام کی کنجیاں عطا ہوئیں، اور خدا کی قسم شام کے سرخ محلوں کو اس وقت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو۔ پھر آپؐ نے دوسری بار کدال ماری تو دوسرا تہائی ٹکڑا ٹوٹ کر گرا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ اکبر، فارس (ایران) کی کنجیاں مجھے عطا ہوئیں، اور خدا کی قسم مدائن کے سفید محل اس وقت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ تیسری بار آپؐ نے پھر بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو بقیہ چٹان بھی ٹوٹ گئی۔ آپؐ نے فرمایا، اللہ اکبر، یمن کی کنجیاں مجھے عطا ہوئیں، اور صنعا کے دروازوں کو میں اپنی آنکھوں سے اس جگہ کھڑا دیکھ رہا ہوں (ادریس کاندھلوی، احمد، نسائی)۔

غزوۂ احزاب کا وقت، اور مستقبل کا یہ منظرنامہ! لوگ مجنوں کہتے تھے، تو شاید مجبور تھے۔

غزوۂ احزاب کے موقع ہی پر نہیں، جس طرح مکہ میں "عرب و عجم کا اقتدار" گفتگوؤں کا موضوع تھا، اسی طرح مدینہ میں قیصروکسریٰ، حبش و یمن، مصرواستنبول، بحروبر، ترک دیورپین، ابیض و اسود --- سب پر نبوتِ محمدیؐ کا غلبہ بشارتوں کا موضوع رہتا تھا۔

عین اس وقت جب کسریٰ اور قیصر کی حکومتیں پورے جاہ و جلال سے دنیا میں حکمراں تھیں

جس طرح آج امریکہ ہے' اور بظاہر ان کی بربادی کے کوئی آثار نہ تھے' مکہ کے منادیِ حق نے' جنھیں اپنی نبوت کی تکمیل کا علم دیا گیا تھا' فرمایا: "**اذا هلک کسری فلا کسری بعده' اذا هلک قيصر فلا قيصر بعده' لتنفقن کنوز هما فی سبيل الله**' جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا' اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا' اور تم ان کے خزانے راہ خدا میں خرچ کرو گے" (شبلی نعمانی' ایضاً' ج ۳' ص ۱۱۷)۔

فرمایا:

یمن فتح ہوگا' تو لوگ اپنی سواریوں کو ہنکاتے ہوئے' اور اہل و عیال' اور جو ان کا کہا مانیں گے' ان کو لے کر آئیں گے (مسلم)۔

تم عنقریب شام کی طرف ہجرت کرو گے' تو وہ تمھارے لیے فتح کر دیا جائے گا (احمد)۔

عراق مفتوح ہوگا' اور لوگ وہاں بھی اپنی سواریوں کو ہنکاتے ہوئے' اہل و عیال کو لے کر آئیں گے(مسلم)۔

تم عنقریب مصر فتح کرو گے' جہاں کا قیراط مشہور ہے۔ جب اس کو فتح کرلو تو وہاں کے باشندوں کے ساتھ نیکی سے پیش آنا' کیونکہ تمھارے ان کے درمیان رشتہ ہے (مسلم)۔

قیامت سے پہلے چند واقعات گن رکھو: ایک میری موت' پھر بیت المقدس کی فتح (بخاری)۔

ہندوستان کی فتح کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا: "میری امت کے دو گروہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ آتشِ دوزخ سے بچائے گا۔ ایک وہ جو ہندوستان کے غزوہ میں شریک ہوگا" (نسائی)۔

فتح قسطنطنیہ کی' جو یورپ کا دروازہ ہے' متعدد بشارتیں دیں۔ ایک دفعہ فرمایا' تم لوگ یقیناً قیصر کے خزانوں پر متصرف ہوگے (بخاری' مسلم)۔ اور فرمایا' میری امت کی ایک جماعت بحرِ اخضر (یعنی بحرِ روم جس کے ساحل پر قسطنطنیہ ہے) میں جہازوں پر سوار ہوگی (بخاری)۔ فرمایا' تم لوگ بلاشبہ قسطنطنیہ فتح کرو گے' تو اس کا حاکم کتنا اچھا حاکم ہوگا' اور وہ فوج کیسی اچھی فوج ہوگی (احمد)۔

امیر معاویہؓ کے عہد میں جب مسلمانوں کا پہلا لشکر بحرِ روم میں جہاز ڈال کر قسطنطنیہ کے فصیل تک پہنچتا ہے' تو ابوایوب انصاریؓ کو نبوتِ محمدیؐ کی اس بشارت پر اتنا یقین تھا' کہ انھوں نے تاکید کی کہ وہ شہید ہو جائیں تو انھیں فصیل سے جتنا قریب ممکن ہو دفن کیا جائے۔ ابوایوب انصاریؓ کا جسدِ خاکی ساڑھے سات سو سال منتظر رہا' مگر محمد فاتح کے ہاتھوں بشارتِ نبویؐ کا ظہور ہو کر رہا۔

حاتم طائی کے بیٹے عدیؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک شخص نے آکر فقروفاقہ کی

شکایت کی، دوسرے نے ڈاکوں کی۔ وہ بیان کرتے ہیں، کہ آپؐ نے فرمایا، عدیؓ تم نے حیرہ (کوفہ کے قریب) دیکھا ہے؟ اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ ایک عورت تنہا حیرہ سے سفر کرے گی اور خانہ کعبہ کا طواف کرے گی، اور خدا کے علاوہ اسے کسی کا ڈر نہ ہوگا۔ کہتے ہیں، میں نے دل میں سوچا کہ میرے قبیلہ طے کے ڈاکو کہاں جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا، اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانے فتح کر لیے جائیں گے۔ میں نے کہا، کسریٰ بن ہرمز؟ فرمایا "ہاں، کسریٰ بن ہرمز۔ اور اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ ایک آدمی مٹھی بھر سونا یا چاندی نکالے گا اور ایسے شخص کو تلاش کرے گا جو اس کی یہ خیرات قبول کرے، مگر اسے ایک شخص بھی ایسا نہ ملے گا۔

عدی بن حاتمؓ کہتے ہیں کہ میں نے حیرہ سے خانہ کعبہ تک عورت کو سفر کرتے دیکھا، اس حال میں کہ اس کو اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ تھا۔ اور، میں ان لوگوں میں شامل تھا جنھوں نے کسریٰ کے خزانے فتح کیے۔ اگر تم زندہ رہے تو ابوالقاسمؐ کے تیسرے ارشاد کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔

عالمی دعوت کی طرف عملی اقدام

فریضۂ نبوت کی تکمیل کے لیے، عالمی دعوت کے لیے حضورؐ بڑی عجلت میں تھے۔ غزوۂ احزاب کے ایک ہی سال بعد آپؐ عمرہ کے لیے مکہ تشریف لے گئے۔ داخل نہ ہو سکے، لیکن صلح حدیبیہ کی شکل میں ایک ایسا معاہدہ کرکے واپس تشریف لائے، جسے قرآن نے فتحِ مبین قرار دیا۔ ذوقعدہ، ۶ھ میں مدینہ پہنچنے کے بعد ایک ہی ماہ میں آپؐ نے گردوپیش کے سارے حکمرانوں اور بادشاہوں کو، ذاتی سفیروں کے ذریعہ، خطوط ارسال کر دیے، اور ان کو دعوتِ اطاعت دی۔ ان میں قیصر و کسریٰ بھی تھے، اور چھوٹی چھوٹی مملکتوں کے حکمراں بھی۔

ایک دن آپؐ نے تمام صحابہ کو جمع کیا، اور خطبہ دیا: "اَیُّھَا النَّاسُ، اللہ نے مجھے تمام عالم کے لیے رسول اور رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ دیکھو، عیسیٰؑ کے حواریوں کی طرح اختلاف نہ کرنا۔ جاؤ، میری طرف سے تمام دنیا کو پیغام حق پہنچا دو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا"۔ ابھی مکہ فتح نہیں ہوا تھا، ابھی عرب زیر نگیں نہ آیا تھا، ابھی یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا سماں نہ بندھا تھا، ابھی مسلمان کسی عسکری مقابلہ کے لیے تیار نہ تھے، لیکن آپؐ نے ایک دن کی بھی تاخیر کے بغیر اپنے عالمی مشن کی تکمیل کے لیے یہ اہم قدم اٹھا لیا۔ اس سے بڑھ کر نبوت کے مشن کی عالمی نوعیت پر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے!

قیصر نے، مکتوبِ نبویؐ ملنے کے بعد، ابوسفیانؓ سے مکالمہ اور تحقیقِ حال کے بعد کہا: "اگر یہ

تمام چیزیں، جو تم نے بیان کی ہیں، صحیح ہیں، تو وہ بلاشبہ سچا نبی ہے، اور عنقریب وہ اس جگہ کا مالک ہوگا جہاں میرے یہ دونوں قدم ہیں (بخاری)۔

آج کی دنیا

آج بھی عالمِ پیر مر رہا ہے، اور جہانِ نو نبوتِ محمدیؐ کا منتظر ہے۔

عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے غلبہ، اور اپنے لشکروں کی نصرت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس کا یہ وعدہ آج بھی برحق ہے۔ آج بھی اگر امتِ محمدیہ، نبوتِ محمدیؐ کے عالمگیر مشن کو پورا کرنے کے لیے اٹھ کھڑی ہو، میدان میں اتر پڑے، تو خدا کا وہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں، لآ اِلٰہ اِلاّ اللہ

[میں برادرم مستفیض الرحمٰن علوی کا شکر گزار ہوں، جنھوں نے اس مضمون کے لیے کتبِ سیرت کے حوالے جمع کیے۔ (خ - م)]

سمع و بصر
کیسٹ دُنیا کا جانا پہچانا نام
۳ نئے کیسٹ پیش کرتا ہے
- نبوّت محمّدی کا عالمگیر مشن ــــــ خرم مراد کا تازہ ترین خطاب
- قرآن کی پکار ــــــ حافظ عبداللہ کا ولولہ انگیز خطاب
- حُسنِ معاشرت ــــــ حکیم محمود سرو سہارنپوری کا بصیرت افروز خطاب

اس کے علاوہ آپ کی دینی و تحریکی ضروریات کے لیے ۸۰ سے زائد کیسٹ
تفصیلات کے لیے : سمع و بصر، ۱۸/ امبر ہوٹل نرسری کراچی ۔ فون: